مراسلات

مکرمی ، السلام علیکم!

کسی گزشتہ شمارے میں نظرات کے تحت لکھتے ہوئے آپ نے بنگلہ کے لئے عربی رسم الخط رائج کرنے کی ضرورت واضح کی ہے ۔ مجھے آپ کے گرانقدر خیالات اور تجویز سے قطعی اتفاق ہے۔ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کہ حکومت فی الفور اس سمت قدم اُٹھائے ، مخصوصاً موجودہ سیاسی حالات و نتائج کے پیشِ نظر جن کے پیچھے بڑی حد تک ثقافتی و لسانی محرکات کارفرما رہے ہیں ۔ بنگالی زبان کے لئے عربی رسم الخط کوئی اجنبی یا غیر نہیں ہے بلکہ اصلاً یہ اس کا اپنا رسم الخط ہے ، جس میں یہ اب سے تھوڑی مدت قبل تک لکھی جاتی رہی ہے اور جس میں اب بھی اس کا قدیم ادبی ورثہ موجود ہے ۔ حکومت کے اس مستحسن اقدام سے نہ صرف دونوں صوبوں کے درمیان اجنبیت و علیحدگی کی خلیج ختم ہوگی بلکہ یہ قومی یکجہتی ، ملکی اتحاد اور ثقافتی ہم آہنگی جیسے اہم مقاصد کے حصول کا ذریعہ بھی ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ مشرقی پاکستان کی بنگلہ اصطلاحات و تعبیرات کے لحاظ سے ہندو بنگلہ یا مغربی بنگال کی زبان سے علیحدہ ہے ، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ بنگالی ادب پر قوم پرستوں کا غلبہ ہے، جن کی کثیر تعداد ہندو بنگالیوں پر مشتمل ہے ۔ بنگالی زبان کی عربی رسم الخط کی طرف مراجعت سے مشرقی پاکستان کی زبان کو ایک اسلامی صورت مل جائے گی اور اس طرح اس کا مغربی بنگال سے ثقافتی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ ایسے عظیم کام کے لئے ایک عظیم منصوبہ اور کثیر صرفے کی ضرورت ہے ۔ ہمارا ملک موجودہ حالات میں معاشی لحاظ سے اس کا متحمل سے

ہی متحمل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر خلوص و دیانت اور عمدہ حکمتِ عملی سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے تو حکومت کے ہمہ گیر وسائل و اختیارات کے پیشِ نظر یہ امر چنداں مشکل بھی نہیں ہے۔

مجھے یقین ہے کہ عوام ایسے اقدام کو نہ صرف خوش دلی سے قبول کریں گے بلکہ ان کی مالی اعانت سے حکومت کے لئے تعاون حاصل ہو سکے گا۔ اگر حکومت اس طرف کما حقہ توجہ دے کر، بنگالی کے لئے عربی رسم الخط رائج کر دے تو یقیناً یہ اس کے زرّیں کارناموں میں سے ایک ہوگا۔

باب الدین - میر پور خاص۔ سندھ۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب! سلام مسنون۔

فکر و نظر کا تازہ شمارہ ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ڈاکٹر محمد مظہر بقا اور آپ کا مضمون میں نے متعدد مرتبہ پڑھا اور آپ دونوں کے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔

اس پرچے سے اشتہار کے ذریعے یہ اطلاع پہنچی کہ مجموعہ قوانین اسلام کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ میں ایک طالب علم کی حیثیت سے ان سے استفادہ کرنا چاہتا ہوں اگر آپ ادارے کے کتاب خانے سے عاریتہً مطالعہ کے لئے بھجوا دیں تو میں اس مستعار دولت کو ایک دو ماہ میں واپس کر دوں گا۔ والسلام۔

ڈاکٹر محمد باقر لاہور

محترمی۔ سلام مسنون!

رسالہ "فکر و نظر" مل رہا ہے جس کے لئے سراپا شکر گزار ہوں۔ جولائی ۷۱ء کے شمارے سے معلوم ہوا کہ رسالہ "فکر و نظر" نے اپنی زندگی کے آٹھ سال پورے کر لئے۔ اس دینی مجلہ کے تمام مضامین جس میں صحیح اسلامی فکر کی عکاسی اور اردو ادب و انشاء کا بھی اظہار ہوتا ہے یہ بلحاظ موضوع پاکستان میں واحد پرچہ ہے۔ میرے خیال میں اس رسالہ کے ہم پلہ یہاں کوئی بھی ایسا پرچہ نہیں، البتہ بھارت میں "الفرقان، لکھنؤ"۔ "برھان، دھلی"۔ "دارالعلوم، دیوبند" اور "معارف، اعظم گڑھ" ایسے پرچے ہیں جن کے مقابلے میں اگر

یہ بہتر نہیں تو اُن سے کمتر بھی نہیں۔ مذکورہ بالا پرچے تو اب عرصہ ایک سال سے یہاں آنے بالکل ہی بند ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب اس کا وجود اہل علم حضرات کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

مضمون نگار حضرات کے اسمائے گرامی کے ساتھ القاب و آداب کے بارے میں ادارے نے جو پالیسی متعین کی ہے اور اس کی وضاحت بھی کی ہے مجھے اس سے کلّی طور پر اتفاق ہے۔

رسالہ کو ٹائپ میں طبع کرنے کے معاملے میں مجھے قطعاً اتفاق نہیں۔

اسی شمارے میں "اخبار و افکار" کے تحت محترمی ڈاکٹر محمد صغیر حسن صاحب معصومی کی وہ تقریر جو آپ نے گورنمنٹ کالج گوجر خان کے جلسہ تقسیم اسناد و انعامات کے موقعہ پر فرمائی ہے، شائع ہوئی ہے۔ بہت پیاری اور معیاری ہے، پڑھ کر بے حد مسرّت ہوئی۔ واقعی سراسر دعوتِ فکر و عمل ہے۔ نیز کالج کے اراکینِ انتظامیہ بھی قابلِ مبارکباد ہیں کہ جنہوں نے دیگر حضرات کی طرح تقسیم اسناد کے موقعہ پر کسی کمشنر، ایجوکیشن سیکرٹری، ڈائریکٹر یا وائس چانسلر کے انتخاب کے بجائے ایک معزز علمی و ادبی ہستی کا انتخاب فرمایا۔ خدا کرے کہ ہمارے دیگر تعلیمی ادارے بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایسی تقریبات پر ملک کی چیدہ اور جیّد شخصیتوں کو یاد فرمالیا کریں تاکہ ان کی زندگی کے تجربات و مشاہدات اور علوم و فنون سے طلباء اور عوام کو بھی فائدہ اُٹھانے کے مواقع میسر آتے رہیں — اپریل کی اشاعت میں مکرمی جناب ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب کا مضمون "لیفٹیننٹ کرنل عبدالعزیز مرحوم" ایک بہترین معلوماتی مقالہ ہے۔ مگر افسوس کہ اس کے بعد قارئین کو پھر یہ علم نہ ہو سکا کہ مرحوم کی عظیم لائبریری پر گورنمنٹ پاکستان، ان کے اقرباء یا ملک کی کسی ہستی نے کوئی توجہ دی یا نہیں۔ اُمید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس بارے میں مزید قلم اُٹھانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔

فانی مرادآبادی
لائل پور